سوال

(71) نماز میں ہاتھ باندھنے کا درست طریقہ

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

امسال حج کے موقع پر حکومت سعودیہ کی طرف سے حجاج کرام میں دینی کتب تحفہ کے طور پر تقسیم کی گئی ہیں ان میں مختصر زادالمعاد بھی ہے اس میں دوران نماز ہاتھوں کے متعلق لکھا ہے کہ دونوں ہاتھوں کے رکھنے کی جگہ کے بارے میں کوئی صحیح روایت ثابت نہیں۔ (لیکن ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ہتھیلی کو ہتھیلی پر ناف کے نیچے باندھا جائے) اس کی وضاحت فرمائیں؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

نماز میں قیام کے دوران ہاتھ باندھنے کی جگہ کے متعلق اگرچہ علماء کا اختلاف ہے لیکن راجح اور برحق یہ ہے کہ دوران قیام سینے پر ہاتھ باندھے جائیں جیسا کہ مندرجہ ذیل احادیث سے معلوم ہوتا ہے۔

1۔ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نماز پڑھی تو آپ نے اپنا دایاں ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ پر اپنے سینے کے اوپر رکھا۔[1]

2۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ لوگوں کو حکم دیا جاتا تھا کہ آدمی نماز میں اپنا دایاں ہاتھ اپنے بائیں بازو پر رکھیں۔[2]

واضح رہے کہ جب بائیں بازو پر دایاں ہاتھ رکھا جائے گا تو دونوں ہاتھ خودبخود سینہ پر آجائیں گے۔

3۔ امام طاؤس رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دائیں ہاتھ کو اپنے بائیں ہاتھ پر رکھتے پھر انھیں اپنے سینے پر باندھتے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حالت نماز میں ہوتے۔[3]

علامہ البانی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے متعلق لکھتے ہیں کہ یہ حدیث اگرچہ مرسل ہے تاہم تمام علماء کے ہاں قابل حجت ہے، کیونکہ یہ دوسری سندوں سے متصل بھی بیان ہوئی ہے۔[4]

اس لیے سوال میں مذکورہ کتاب کے حوالے سے لکھا گیا ہے وہ محل نظر ہے، البتہ بریکٹ میں ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ کی ایک روایت کا حوالہ دیا گیا ہے کہ ہاتھوں کو ناف کے نیچے رکھا

جائے۔ یہ اصل کتاب مختصر داز المعاد میں نہیں بلکہ مترجم نے اپنی طرف سے لکھا ہے غالباً اسی لیے اس عبارت کو بریکٹ میں رکھا گیا ہے تاہم جس حدیث کا حوالہ دیا گیا ہے وہ قابل حجت نہیں ہے کیونکہ اس کی سند میں ایک راوی عبدالرحمٰن بن اسحاق کوفی ضعیف ہے، امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اس راوی کو بالاتفاق ضعیف قرار دیا ہے۔[5]

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ اس روایت کے متعلق لکھتے ہیں کہ اس کے ضعیف ہونے پر علماء کا اتفاق ہے۔[6]

بہر حال اس مسئلہ میں سب سے زیادہ صحیح روایت حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے جس کا ہم نے گزشتہ سطور میں حوالہ دیا ہے۔[7]

---

[1]۔ صحیح ابن خزیمہ، ص:243۔ج۔1۔

[2]۔ صحیح بخاری، الاذان:74۔

[3]۔ابوداؤد، الصلوٰۃ:759۔

[4]۔ارواء الغلیل، ص:71۔ج2۔

[5]۔شرح مسلم نووی، ص:105۔ج3۔

[6]۔خلاصہ، ص:359۔ج1۔

[7]۔ نیل الاوطار، ص:11،ج2۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ اصحاب الحدیث

جلد:3، صفحہ نمبر:94

محدث فتویٰ